نمبر ۷۶ | مورخہ ۲۵ دسمبر ۱۹۳۰ء | یوم پنجشنبہ | مطابق ۴ شعبان سنہ ۱۳۴۹ھ | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت خدا تعالےٰ کے فضل وکرم سے اچھی ہے۔

وہ اصحاب جنہوں نے منارۃ المسیح کی تعمیر کے لئے ایک ایک سو روپیہ دیا تھا۔ انکے نام پتھر پر کندہ کرا کر منارۃ المسیح میں نصب کرا دیئے گئے ہیں۔

مردانہ جلسہ گاہ پہلی جگہ ہی تیار ہو رہی ہے۔ جو بہت جلد مکمل ہو جائیگی۔ زنانہ جلسہ گاہ اندرون قصبہ کے اسی مکان میں تجویز ہوئی ہے جہاں پہلے ہوتی ہے۔

اخبار کے متعلق اطلاع

جلسہ سالانہ کی مصروفیت کی وجہ سے اگلا پرچہ یکم جنوری ۱۹۳۱ء کا شائع ہوگا جو ۳۱۔ دسمبر کو یہاں سے بھیجا جائے گا۔ احباب مطلع رہیں۔

سالانہ جلسہ ۱۹۳۰ء کے متعلق آخری اطلاع

چونکہ یہ پرچہ اکثر مقامات پر ۲۵۔ دسمبر کو پہونچے گا۔ جو جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والوں کی روانگی کا آخری دن ہے اس لئے ان سے یہ آخری گذارش ہے۔ کہ وہ اگر روانگی کے لئے تیار ہو چکے ہیں۔ تو فوراً روانہ ہو جائیں۔ اور اگر ابھی تک کسی وجہ سے روانگی کا ارادہ نہیں کیا۔ تو اب قطعاً توقف نہ کریں۔ خواتین کا نہایت شاندار جلسہ علیحدہ ہو گا۔ جس کا مفصل پروگرام پہلے شائع ہو چکا ہے۔ محکمہ ریلوے نے ان ایام میں متعدد سپیشل ٹرینیں چلا کر سفر کرنے والوں کیلئے بہت سہولت پیدا کر دی ہے۔ قادیان کے سٹیشن پر والنٹیر موجود ہونگے۔ جو مہمانوں کو ان کی جائے رہائش تک پہنچانے کا انتظام کریں گے۔ ہر ایک مہمان کو چاہئے۔ اپنا ریلوے ٹکٹ ملازمین ریلوے کے سپرد کرنے کے بعد پلیٹ فارم سے باہر آئے۔ یہ نہایت ضروری امر ہے جس کے متعلق اعلان دوسری جگہ درج کیا جا رہا ہے۔ مہمانوں کی تواضع اور آرام کیلئے حسب سابق تمام صیغے قائم ہو چکے ہیں۔ جو اصحاب پہلی دفعہ تشریف لائیں انہیں انتظام کے صیغہ جات سے متعلق کرانا دوسرے احباب کا فرض ہے

جلسہ پر آنے والے اصحاب کیلئے محکمہ ریلوے کی طرف سے آمد و رفت کی سہولتیں

ذیل میں ریلوے گاڑیوں کے وُہ اوقات درج کئے جاتے ہیں۔ جن سے جلسہ سالانہ پر آنے جانیوالے اصحاب فائدہ اٹھا سکتے ہیں:-

امرتسر سے روانگی (عام) :-	۵-۱۵	—	—	۱۰-۱۷ (سپیشل)	—
بٹالہ آمد :-	۶-۲۸	—	—	۱۸-۳۰	—
بٹالہ سے روانگی :-	۶-۳۵	۹-۳۵ (سپیشل)	۱۱-۴۰ (عام)	۱۸-۴۰	۱۹-۴۶ (عام)
آمد قادیان :-	۷-۱۰	۱۰-۱۱	۱۲-۲۰	۱۷-۱۹	۲۰-۲۶

ان گاڑیوں کا جو قادیان آنے والی گاڑی سے میل کھائیں گی۔ حسب ذیل ٹائم ٹیبل ہے:-

روانگی امرتسر :-	۸-۳۰	۱۰-۸	۱۸-۲۰
آمد بٹالہ :-	۹-۱۸	۱۱-۱۰	۱۸-۵۳

ایک تیسرے درجہ کی بوگی ۲۲- دسمبر ۱۹۳۰ء سے لاہور سے ۱۶-۴۵ پر چلا کرے گی۔ جو ۲۰-۲۶ پر قادیان پہونچا کرے گی:-

واپسی کے اوقات

قادیان سے روانگی :-	۷-۳۰ (عام)	۸-۱۱ (سپیشل)	۱۰-۱۵ (عام)	۱۴-۳۳ (سپیشل)	۱۶-۴۴ (عام)	۱۸-۴۰ (سپیشل)
آمد بٹالہ	۸-۶	۸-۴۷	۱۰-۵۵	۱۴-۱۹	۱۷-۲۰	۱۹-۱۶
روانگی بٹالہ	۸-۱۴	..	—	۱۴-۱۹	—	۱۹-۲۹
آمد امرتسر	۹-۳۶	—	—	۱۵-۷	—	۲۰-۳۰

ان گاڑیوں کا جو قادیان سے جانے والی گاڑی سے میل کھائیں گی حسب ذیل ٹائم ٹیبل ہوگا۔

روانگی از بٹالہ :-	۱۰-۴۱	۱۷-۴۴
آمد امرتسر :-	۱۲-۰	۱۸-۵۳

واپسی کے موقعہ پر اگر ٹریفک کافی ہُوا۔ تو ۲۸- دسمبر ۱۹۳۰ء کو رات کے دس بجے ایک گاڑی قادیان سے روانہ ہوگی۔ امرتسر۔ پٹھان کوٹ اور امرتسر۔ بٹالہ۔ قادیان کی گاڑیوں میں زیادہ گنجائش کے لئے زائد گاڑیاں لگائی جائیں گی:-

اس کے علاوہ محکمہ ریلوے نے ایسا انتظام کیا ہے۔ کہ اگر امرتسر اور لاہور میں سواریاں کافی ہوں تو سٹیشن ماسٹروں کو اطلاع دینے پر فوری طور پر بھی سپیشل گاڑیاں قادیان روانہ ہو سکیں گی:-

احباب کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ بدھ اور جمعرات کی درمیانی شب سے واپسی ٹکٹ مل سکیں گے۔ جو اگلے بدھ تک قابل استعمال ہونگے:-

اعلان نکاح

۱۷- دسمبر ۱۹۳۰ء خان بہادر شیخ محمد آصف زمان صاحب ڈپٹی کلکٹر سیتاپور کی صاحبزادی بلقیس خاتون کا نکاح اللہ داد خان صاحب بی۔ اے خلف جناب لفٹیننٹ سردار محمد ایوب خاں صاحب۔ او۔ بی۔ آئی سے دس ہزار روپیہ مہر پر ہُوا۔ خطبہ نکاح جناب ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب نے پڑھا۔ جو نہایت مؤثر نصائح سے پُر تھا۔ اور جسے سامعین نے بے حد پسند کیا۔ ایک معزز ہندوستانی افسر نے فرمایا۔ نکاح تو بہت دیکھے۔ لیکن نکاح کی حقیقت کو سمجھا آج:- اس مبارک تقریب پر خان بہادر صاحب نے شہر کے معزز یورپین اور ہندوستانی اصحاب کو مدعو کیا تھا:-

جلسہ پر آنیوالے مہمانوں کی خدمت میں ایک ضروری درخواست

چونکہ ایام جلسہ میں معمولی گاڑیاں اور سپیشل ٹرینیں مسافروں سے کھچا کھچ بھری ہوتی ہیں۔ اور مسافر ہر ٹرین سے اتنے اترتے ہیں۔ کہ پلیٹ فارم پر بھی جگہ نہیں ملتی۔ اس لئے اپنے اپنے فرودگاہ پر جلد پہونچنے کے لئے بہت سے مسافر اپنے ٹکٹ باقاعدہ طور پر ٹکٹ کلکٹروں کو نہیں دے سکتے۔ اس سے یہ نقصان ہوتا ہے۔ کہ آنے والوں کی اصل تعداد کا ریلوے والے اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اور اصل تعداد کے مطابق اگلے جلسوں میں انتظام نہیں کرتے۔ جس کی وجہ سے آنے والوں کو سخت تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔ اس لئے اس دفعہ تمام آنے والوں کی خدمت میں بڑی تاکید سے یہ گذارش کی جاتی ہے۔ کہ وُہ قادیان اسٹیشن پر اترتے ہی باقاعدہ طور پر اپنے ٹکٹ ٹکٹ کلکٹروں کے حوالہ کر دیں:-

ناظر ضیافت قادیان

قابل توجہ اعلیٰ افسرانِ ضلع گورداسپور

آٹھ ماہ کے کامل سکوت کے بعد ۱۷- دسمبر کو انجمن شباب المسلمین بٹالہ کی طرف سے پھر ایک نہایت اشتعال انگیز اشتہار شائع کیا گیا ہے۔ جس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں نہایت گندے اور ناپاک الفاظ استعمال کئے گئے ہیں:- اسی دن رات کو ایک جلوس نکال کر شیخ محمد عبد الرشید صاحب پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ بٹالہ کے مکان کے سامنے لا کھڑا کیا ہے اور سخت گندی گالیوں۔ نعروں اور للکاروں سے فساد برپا کرنے میں کوئی کمی نہیں کی گئی:-

ہمیں معلوم ہُوا ہے۔ اس شرارت کے متعلق جو رپورٹ پولیس میں دی گئی ہے پولیس کی تحقیقات سے بالکل درست ثابت ہُوئی ہے لیکن تعجب ہے۔ کہ تاحال ضابطہ کی کوئی کارروائی نہیں کی گئی:-

معلوم ہوتا ہے۔ بٹالہ کے فتنہ پردازوں نے یہ سمجھ کر کہ ضلع کے افسران اعلےٰ جن کا حال ہی میں اس ضلع میں تبادلہ ہُوا ہے۔ ان کے سابقہ حالات اور شرارتوں سے واقف نہیں ہونگے پھر شرارت شروع کی ہے لیکن ہم امید رکھتے ہیں۔ کہ ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر اور سپرنٹنڈنٹ صاحب پولیس ان لوگوں کے سابقہ ریکارڈ کو مدنظر رکھتے ہُوئے ان کی شرارتوں کا سدباب کریں گے۔ ہم دیوان سکھانند صاحب مجسٹریٹ علاقہ سے بھی یہی توقع رکھتے ہیں:-

موجودہ وقت کی ایک اہم تصنیف کا اُردو ایڈیشن

مسلمانانِ ہند کے ملکی حقوق کی حفاظت کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے حال ہی میں جو اہم تصنیف فرمائی ہے۔ اُس کا انگریزی ایڈیشن شائع ہو چکا ہے۔ جس کی قیمت دو روپے چار آنے علاوہ محصول ڈاک ہے۔ اور جو دفتر پرائیویٹ سکرٹری سے مل سکتی ہے۔ اب احباب کے بار بار کے تقاضے اور شوق کو دیکھ کر اس کا اُردو ایڈیشن بھی چھپوایا گیا ہے۔ کتاب کا حجم اڑھائی سو صفحے ہے۔ کتابت نہایت اعلےٰ ہے۔ عمدہ کاغذ پر ۲۰×۲۶ کی تقطیع کی شائع ہوگی۔ کتاب کی قیمت صرف ایک روپیہ ہے۔ البتہ مجلد کی قیمت ایک روپیہ چار آنے رکھی گئی ہے۔ احباب اسے خرید کر مسلمانوں میں کثرت سے شائع کریں۔ تاکہ انہیں اپنے سیاسی اور ملکی حقوق کی حفاظت کا خیال پیدا ہو۔ تمام دوستوں کو چاہیئے۔ کہ وہ جلسہ سالانہ پر یہ کتاب ضرور خریدیں۔

خاکسار پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح ثانی قادیان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۷۶ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ر دسمبر ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی طرف سے ضروری ہدایات

جلسہ پر آنے والے اصحاب کے لئے

یہ آخری پرچہ ہے۔ جو جلسہ سالانہ سے قبل ناظرین اخبار کی خدمت میں پہونچ سکے گا۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے مختلف اوقات میں جلسہ پر آنے والے اصحاب کے لئے جو ہدایات فرمائی ہیں۔ اور جن پر عمل کرنا۔ اور عمل کرانا ہر ایک احمدی کے لئے ضروری ہے۔ یکجائی طور پر پیش کر دی جائیں:۔

چونکہ جلسہ پر آنے کی اغراض میں سے "سب سے بڑی غرض" خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بیان فرمائی ہے۔ کہ

"تا ہر ایک مخلص کو بالمواجہ دینی فائدہ اٹھانے کا موقعہ ملے۔ اور ان کے معلومات وسیع ہوں۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل و توفیق سے ان کی معرفت ترقی پذیر ہو"

اس لئے ضروری ہے۔ کہ ہر ایک تقریر اور لیکچر کے وقت جلسہ میں شرکت اختیار کی جائے۔ اور جو کچھ بیان ہو۔ اسے نہایت توجہ اور غور سے سنا جائے۔ اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا:۔

"لوگ میرے لیکچر کے وقت یا نظموں کے وقت تو اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ مگر جو لوگ دوسرے وقتوں میں اپنے اوقات کو ادھر اُدھر ضائع کر دیتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں۔ کہ ہر ایک بدی پہلے ایک بیج کی طرح ہوتی ہے۔ اور پھر ترقی کر کے درخت بن جاتی ہے۔ اگر وہ توبہ نہیں کریں گے۔ تو خطرہ ہے۔ کہ پھر وہ خلیفہ وقت کے کلمات کے سننے سے بھی محروم رہ جائیں گے"۔

یہ الفاظ نہایت ہی خوف پیدا کرنے والے ہیں۔ پس ہر ایک احمدی کو جو سالانہ جلسہ پر آئے۔ چاہیئے۔ کہ ہر ایک تقریر کے وقت جلسہ گاہ میں موجود رہے۔ اور جب تک جلسہ برخاست نہ ہو سوائے کسی خاص اور اشد مجبوری کے وہاں سے نہ اُٹھے:۔

ایک اور نہایت ضروری امر یہ ہے۔ کہ سالانہ جلسہ کے ایام بس کھانے پینے وغیرہ کی اشیاء کی خرید و فروخت کر کے عام میلوں کی طرح نہ بنا یا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس اجتماع کا نام "روحانی جلسہ" رکھا ہے۔ اور نہایت واضح الفاظ میں فرمایا ہے:۔

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلاء کلمہ اسلام پر بنیاد ہے اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے:۔"

پس اس جلسہ میں شریک ہونے والوں کو اپنی ہر ایک حرکت و سکون۔ اپنے چلنے پھرنے۔ کھانے پینے۔ ملنے ملانے میں اس بات کو محفوظ رکھنا چاہیئے۔ اور اشیاء کی خرید و فروخت کے متعلق حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حسب ذیل الفاظ کو پیش نظر رکھنا چاہیئے:۔

"بعض لوگ بجائے خدمت دین میں حصہ لینے کے اپنا روپیہ کھانے پینے کی چیزوں اور تحفہ تحائف خریدنے پر لگا دیتے ہیں۔ گو یہ باتیں اپنی ذات میں منع نہیں ہیں۔ لیکن جلسہ کو ان باتوں کا موقعہ ہرگز نہیں بنانا چاہیئے۔ ورنہ آئندہ آپ کے بچوں کے ذہن میں جلسہ میلہ کی حیثیت اختیار کرے گا۔ جیسا کہ آج کل عام مسلمانوں میں عید ایک میلہ بن گئی ہے۔ اگر اپنے بچوں کو آپ اس وقت ایک میلہ کی شکل میں جلسہ دکھائیں گے۔ یا واپس جا کر ان پر ایسا اثر ڈالیں گے۔ کہ وہ اسے میلہ سمجھ لیں۔ تو بڑے ہو کر میلہ سے زیادہ اُن کے دل میں جلسہ کی عظمت نہ ہوگی۔ اور وہ چیز جس کے لئے آپ نے اپنی جانیں۔ اور مال قربان کر دئیے۔ خود آپ کی اولاد ہی کے ہاتھ سے تباہ و برباد ہو جائے گی العیاذ باللہ!"

چونکہ جلسہ کے موقعہ پر ایک خاصی تعداد ان لوگوں کی ہوتی ہے جو احمدی ہونے کے بعد پہلی دفعہ جلسہ پر آتے ہیں۔ اور پُرانی عادات اور رسُوم کا اثر ابھی ان میں باقی ہوتا ہے۔ اس لئے ایسے اصحاب کے لئے حضور نے فرمایا:۔

"بعض لوگ گھٹنوں یا پاؤں کو ہاتھ لگاتے ہیں۔ گو یہ کام شرک کی نیت سے نہیں۔ بلکہ محبت اور عقیدت کے جوش میں کرتے ہیں لیکن ایسے کاموں کا انجام ضرور شرک ہوتا ہے۔ اس وقت ایسا کرنے والوں کی نیت شرک کرنے کی نہیں ہوتی۔ مگر نتیجہ شرک ہی ہوتا ہے"۔ اس کے متعلق پہلی دفعہ آنے والے اصحاب کو واقف کرنا پُرانے احباب کا فرض ہے:۔

ہر سال احباب اپنے غیر احمدی دوستوں اور رشتہ داروں کو اپنے ساتھ لاتے ہیں۔ اس دفعہ خود حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ دوبار اس کے لئے ارشاد فرما چکے ہیں۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ احباب بہت بڑی تعداد میں غیر احمدی اصحاب کو ساتھ لائیں گے۔ ایسے اصحاب کا اس موقعہ پر تشریف لانا جہاں ان کے لئے کئی قسم کے شکوک و شبہات کو رفع کرنے اور صراط مستقیم پانے کا موجب ہوتا ہے۔ وہاں بعض اوقات کسی معمولی سی بات کے متعلق غلط فہمی ایک شخص کو اس حد سے بھی بہت دور لے جا سکتی ہے۔ جہاں وہ پہلے ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ان اصحاب کے متعلق نہایت احتیاط کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہمارے احباب کو جہاں اس بارے میں ہر طرح یہ کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ ان کے کسی قول سے یا فعل سے کسی کو ٹھوکر نہ لگے۔ وہاں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کا حسب ذیل ارشاد بھی ان کے ذہن نشین کر دینا چاہیئے:۔

حضور نے فرمایا:۔

"ہمیشہ ہر بات کو غور و فکر اور احتیاط کی نظر سے دیکھنا چاہیئے۔ اور فیصلہ میں جلدی نہیں کرنی چاہیئے۔ یہ بات یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ جس قدر لوگ یہاں جلسہ پر آتے ہیں۔ وہ سارے کے سارے پڑھے پڑھائے اور سیکھے سکھائے نہیں آتے۔ بلکہ ان میں سے کئی ایک ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو پُرانے خیالات کو لے کر پہلی دفعہ ہی آتے ہیں۔ اس لئے اگر ان کی طرف سے کوئی ایسی بات ظاہر ہو۔ جو روا نہ ہو۔ تو انہیں معذور سمجھنا چاہیئے۔ اور ان کی وجہ سے احمدیت پر کوئی حرف نہیں لانا چاہیئے۔ مثلاً سندھ کے علاقہ کا کوئی شخص جہاں پیروں کے آگے سجدہ کیا جاتا ہے۔ یہاں آئے۔ اور آ کر گردن ڈال دے۔ تو پہلے تو وہ اپنے رواج کے مطابق ایسا ہی کرے گا۔ بعد میں ہم اُسے اُٹھا دینگے اور بتائیں گے۔ کہ یہ درست نہیں ہے۔ اب اگر کوئی اسے دیکھ کر یہ سمجھ لے کہ یہاں پیر پرستی ہوتی ہے۔ تو یہ اُس کی جلد بازی ہوگی"۔

پس ہر آنے والے کو ہر قسم کی ٹھوکر اور غلط فہمی سے بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے:۔

اس کے ساتھ ہی آپس میں بھی ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا پورا پورا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ اور ایک دوسرے کے متعلق اسی محبت اور الفت کا اظہار کرنا چاہیئے۔ جو عرصہ کے بچھڑے ہوئے بھائی آپس میں کرتے ہیں۔

اگر احباب ان امور کو مدنظر رکھیں گے۔ تو انشاء اللہ جلسہ کے فیوض اور برکات سے بہت وافر حصہ حاصل کر سکیں گے:۔

غیر مبایعین کو کارِ خاص کا صلہ اہم مربعے

پچھلے دنوں غیر مبایعین کے آرگن "پیغام صلح" میں ان کے چھوٹے بڑوں نے جماعت احمدیہ کے خلاف یہ طوفان بے تمیزی برپا کر رکھا تھا۔ کہ جماعت قادیان گورنمنٹ کی "جاسوس" ہے۔ اور "کارِ خاص" پر لگی ہوئی ہے۔ اس بے بنیاد اتہام کے متعلق ہماری طرف سے نہایت کھلے اور واضح الفاظ میں چیلنج دیا گیا۔ اور بار بار ثبوت طلب کیا گیا۔ مگر وُہ کوئی بات پیش نہ کر سکے۔ اور پیش کرتے بھی کیا۔ جبکہ سوائے جھوٹ کے ان کے پاس کچھ ہے ہی نہیں:۔

اس افترا پردازی سے در اصل اُن کی غرض یہ تھی۔ کہ جن افعال کے وُہ خود مرتکب ہو رہے ہیں۔ ان کی طرف سے لوگوں کی توجہ ہٹا کر دوسری طرف پھیر دیں۔ اور خود اپنے کارہائے خاص کے صلہ میں حکومت کے انعام و اکرام سے مستفید ہوتے رہیں۔ لیکن انہیں یاد رکھنا چاہیئے۔ چوری اور اس پر سینہ زوری زیادہ دیر تک قائم نہیں رہ سکتی۔ اور اب کسی کے لئے یہ سمجھنے میں کچھ بھی مشکل باقی نہیں رہی۔ کہ جماعت احمدیہ پر جاسوسی اور گورنمنٹ کے لئے کارِ خاص کرنے کا الزام لگانے والے در اصل خود ان افعال کے مرتکب ہیں۔ اور آج جبکہ [illegible] وُہ بڑے فخر کے ساتھ اپنی انجمن کی جائداد قرار دے رہے ہیں۔ وُہ کارہائے خاص کا ہی صلہ ہے:۔

کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ بقول غیر مبایعین گورنمنٹ کے لئے "کارِ خاص" اور "جاسوسی" کے مرتکب تو جماعت احمدیہ کے افراد ہوں۔ لیکن گورنمنٹ انعام دیتے وقت انہیں قطعاً بھول جائے اور اپنا دستِ کرم غیر مبایعین کی طرف دراز کرے۔ پھر غیر مبایعین بھی اس انعام پر پھولے نہ سمائیں۔ اگر یہ ان خاص خدمات کا صلہ نہیں۔ جن کا اظہار غیر مبایعین نے آج تک کبھی نہیں کیا۔ اور جن کی وجہ سے وُہ حکام سے خاص تعلقات پیدا کر کے اتنا بڑا انعام حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ تو بتایا جائے۔ وُہ اور کونسی خدمات ہیں۔ جن کے معاوضہ میں انہیں اتنے مربعے حاصل ہو سکے ہیں:۔

مسجدوں کے پاس باجا بجانا

ہندوؤں نے مسلمانوں کے خلاف اپنی چیرہ دستیوں میں اضافہ کرتے ہوئے مسجدوں کے پاس اور خاص کر اس وقت جبکہ مسلمان نماز پڑھ رہے ہوں۔ زور شور سے باجا بجانا ضروری قرار دے لیا۔ جس پر مختلف مقامات پر فسادات ہوئے۔ اب ہندو اخبارات میں الہ آباد ہائی کورٹ کا فیصلہ شائع ہو رہا ہے۔ جس میں یہ قرار دیا گیا ہے۔ کہ "ہندوؤں کو مسجد کے سامنے بھی باجا بجانے کا حق ہے۔ لیکن مجسٹریٹ یا پولیس اس تعلق میں کوئی ہدایت جاری کرے۔ تو اس کا ماننا بھی لازمی ہے۔" ہندو اخبارات اس سے یہ استدلال کر رہے ہیں۔ کہ

"اگر مسجد کے اندر مسلمان نماز پڑھ رہے ہوں۔ تو بھی وُہ غیر مسلموں کو سڑک پر باجا بجانے سے روک نہیں سکتے!" (پرتاپ لاہور ۲۱ دسمبر ۱۹۳۰ء)

اگر الہ آباد ہائی کورٹ کے فیصلہ کا یہی مفہوم ہے۔ اور اس کے رو سے ہندوؤں کو اجازت دے دی گئی ہے۔ کہ وُہ مسجدوں کے پاس اس وقت بھی زور و شور سے باجا بجائیں۔ جبکہ مسلمان نماز پڑھ رہے ہوں۔ تو کہنا پڑتا ہے۔ کہ یہ فیصلہ نہایت ہی افسوسناک اور غیر آل اندیشانہ ہے۔ اور مسلمانوں کے خلاف ہندوؤں کی ایذا رسانیوں کو ناقابل برداشت حد تک پہنچانے والا ہے:۔

مسلمانوں کے حقوق اور ہندو

مسلمانانِ ہند ہندوؤں سے کوئی رعایت نہیں چاہتے بلکہ اپنے واجبی حقوق کا مطالبہ کرتے ہیں۔ لیکن ہندوؤں کے سر پر سوراجیہ کا ایسا جن سوار ہے۔ جو انہیں کسی معقول سے معقول بات پر غور نہیں کرنے دیتا۔ اور وُہ [illegible] الاعلان کہہ رہے ہیں۔ کہ

"مسلمانوں کے مطالبات کا قبول کرنا غداری کا مترادف ہے۔ ہر اس شخص کو جو اپنے تئیں ہندوستانی مانتا ہے۔ فرض ہے کہ انہیں رد کر دے" (پرتاپ ۲۱ دسمبر)

جن لوگوں کی مسلمانوں کے متعلق یہ ذہنیت ہو۔ ان کی نسبت بآسانی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ کہ وُہ مسلمانوں کے حقوق کا کہاں تک خیال رکھنے کے لئے تیار ہیں۔ اور ان پر کس قدر اعتماد کیا جا سکتا ہے:۔

در اصل ہندوؤں کو اپنی طاقت اور قوت۔ اپنی ہوشیاری اور چالبازی پر اتنا گھمنڈ ہے۔ کہ وُہ اُس کے مقابلہ میں مسلمانوں کی کوئی حقیقت ہی نہیں سمجھتے۔ اب یہ مسلمانوں کا فرض ہے کہ اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے اپنی ساری کوشش اور سعی صرف کر دیں:۔

مہا سبھائی ہندوؤں کی چال

تعجب ہے۔ کہ ایک طرف تو مسلمانوں کے حقوق کی طرف توجہ کرنا ملک سے غداری قرار دیا جا رہا ہے۔ اور دوسری طرف بار بار یہ کہا جا رہا ہے۔ کہ مسلمان ہندوؤں کے ساتھ مل کر سوراجیہ حاصل کریں۔ پھر جو کچھ وُہ مانگیں گے۔ انہیں دے دیا جائے گا۔ اب یہی بات گول میز کانفرنس کے مہا سبھائی نمائندے لنڈن میں پیش کر رہے ہیں۔ چنانچہ مسٹر جیاکر نے ایک جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

"فرقہ وارانہ مسئلہ کے متعلق سمجھوتہ ایسی بات نہیں ہے جس کے لئے آئینی مسئلہ کے متعلق ہندوستان کو مطمئن کرنے کا سوال کھٹائی میں ڈالنے کی ضرورت ہو۔ ہندو لیڈروں نے تو پہلے ہی یہ اطمینان اور تسلی دلا دی ہے۔ کہ جب حکومت کی طرف سے یہ واضح اطمینان حاصل ہو جائے گا۔ کہ وُہ ہندوستان کو کمل ڈومینین سٹیٹس دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تو ہم فرقہ وارانہ مسئلہ کو اس طرح حل کر دیں گے جس سے اقلیتوں کی تسلی ہو جائے" (ملاپ ۲۱ - دسمبر)

سمجھ میں نہیں آتا۔ اگر ہندوؤں کی نیت میں فتور نہیں۔ تو وُہ فرقہ وارانہ مسئلہ کو اس طرح حل کرنے کو جس سے اقلیتوں کی تسلی ہو جائے۔ سوراجیہ یا مکمل ڈومینین سٹیٹس ملنے کے ساتھ کیوں مشروط کرتے ہیں۔ اور کیوں پہلے اقلیتوں کی تسلی نہیں کر دیتے۔ در اصل یہ اُن کی ایک چال ہے۔ جس کی غرض یہ ہے۔ کہ وُہ حکومت سے یہ کہکر اپنے مطالبات منظور کرا لیں۔ اور پھر جب ہندوستان کی حکومت اُن کے ہاتھ آ جائے تو اپنی [illegible] طاقت سے اقلیتوں کو اس قدر دبائیں۔ کہ وُہ اپنی آواز بھی بلند نہ کر سکیں۔ ان حالات میں حکومت اگر ان کی باتوں میں آ جائے گی۔ تو ہندوستان کو مستقل بدامنی کا شکار بنانے کی مرتکب ہو گی:۔

تحریک بائیکاٹ کے متعلق ایک مشہور کانگرسی کی رائے

واقعات پر متانت اور سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے والے ہندوستانی اس حقیقت سے آشنا ہیں۔ کہ برطانی اشیاء کے بائیکاٹ اور کھدر پوشی کی تحریکات حصول سوراج کا کوئی موثر ذریعہ نہیں۔ بلکہ ایک انتقامی جذبہ کو فرو کرنے کا طریق ہیں۔ لیکن اب یہ حقیقت اسقدر آشکار ہو چکی ہے۔ کہ کانگریسی بھی اسے تسلیم کر رہے ہیں۔ پروفیسر برج نارائن صاحب ایک مشہور کانگریسی اور زبردست ماہر اقتصادیات ہیں۔ اور روسی اشتراکیت کے پوری طرح دلدادہ ہونے والے ہیں۔ سٹوڈنٹس کانفرنس لاہور میں اعداد و شمار کی بنا پر ثابت کیا۔ کہ بائیکاٹ اور کھدر پوشی کی تحریکات حصول سوراج کا کوئی موثر ذریعہ نہیں۔ آپ نے کہا۔

"بطور ایک سیاسی حربہ کے اقتصادی بائیکاٹ نہایت ہی کم اہمیت رکھتا ہے۔ ...... برطانی اشیاء کا بائیکاٹ حصول سوراج کا کوئی موثر ذریعہ نہیں"!

اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ بھی کہا۔ "ہم اقتصادی حیثیت سے اپنے آپ کو نقصان پہنچائے بغیر انگلستان کو نقصان نہیں پہنچا سکتے۔ بلکہ ہمیں زیادہ تکلیف برداشت کرنی پڑے گی۔ اس لئے کہ ہندوستانی جو کچھ کماتے ہیں، وہی کھاتے ہیں۔ اور اُن کے پاس کوئی اندوختہ نہیں ہے۔ کہ انگلستان سے اقتصادی لڑائی لڑنے کے دوران میں اس کا استعمال کر سکیں" اس سے بائیکاٹ کی تحریک کے نقصانات ظاہر ہیں:۔

جلسہ سالانہ کے انتظام کے متعلق چند ہدایات

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ

فرمودہ ۱۹ دسمبر ۱۹۳۰ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

میرا منشا جس کام کے لئے لاہور جانے کا تھا۔ جلسہ کے ایام کے قریب کی وجہ سے میرا ارادہ تھا۔ کہ کل صبح جا کر کل ہی شام کو واپس آجاؤنگا لیکن ایک اور نیا ضروری کام پیش آگیا ہے۔ جسکی وجہ سے آج ہی جا ... بجے مجھے لاہور پہنچنا ضروری ہے۔ اس وجہ سے میں نے دوستوں کو اعلان کے ذریعہ اطلاع دی تھی۔ کہ نماز جمعہ کے لئے عام وقت سے پہلے آجائیں تا جمعہ پڑھانے کے بعد سوا یا ڈیڑہ بجے تک میں روانہ ہو سکوں ؛

نماز جمعہ کے متعلق

محققین کی رائے

ہے۔ کہ اس کا کوئی وقت نہیں۔ انہوں نے جمعہ کو ظہر سے علیحدہ کیا ہے اس لئے ان کے نزدیک اگر جمعہ زوال سے پہلے ادا کر لیا جائے۔ تو بھی کوئی حرج نہیں۔ لیکن عام لوگوں کے اذہان میں یہ بات کچھ اسطرح داخل ہوگئی ہے۔ کہ اگر کوئی زوال سے پہلے جمعہ پڑھ لے۔ تو شور مچ جائے۔ کہ اس نے کیا کر دیا۔

مولوی غلام حسن صاحب

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کے ایک پرانے اور مخلص خادم لاہور میں تھے۔ اگرچہ ان کی عمر ستر سال کے قریب تھی مگر جوش ان کے اندر جوانوں سے بھی زیادہ تھا۔ ان کی یہ حالت تھی۔ کہ اگر ان سے کوئی کہدے کہ میں قرآن شریف یا حدیث یا عربی پڑھنا چاہتا ہوں۔ تو خواہ اس کا مکان چار میل دور ہو۔ بلا ایک پیسہ معاوضہ لئے بلا ناغہ اس کے مکان پر پہنچ جاتے تھے۔ وہ دفتروں کے ملازمین سے کہا کرتے تھے۔ اگر جمعہ کی نماز کے لئے تمہیں چھٹی نہیں ملتی۔ تو میرے پاس آجایا کرو۔ میں

نو بجے سے پہلے ہی جمعہ

پڑھا دیا کروں گا ؛

آج میں اختصار کے ساتھ دوستوں کو

جلسہ کی ضرورتوں

کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ کل مجھے معلوم ہوا۔ کہ مکانات کے متعلق بہت دقت محسوس ہو رہی ہے۔ چونکہ کوئی گذشتہ ریکارڈ موجود نہیں اس لئے یہ تو نہیں کہہ سکتے۔ کہ گذشتہ سال مطالبہ کم تھا۔ اور اس سال مطالبہ زیادہ ہونیکی وجہ سے مکانات کم ملے ہیں۔ یا اس سال واقعی کم مکان ملے ہیں۔ بہر حال اس سال کے مطالبہ سے مکانات کم ملے ہیں۔ او ہم نے ضرورت کو پورا کرنا ہے۔ اس لئے میں دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں۔ کہ جنہوں نے مکانوں کے متعلق پوری قربانی نہیں کی یا کی تو ہے۔ مگر ان کے حل زیادہ وسیع ہیں۔ وہ اپنے مکانوں کا زیادہ حصہ خالی کر کے منتظمین جلسہ کو دے دیں۔ دو چار دن کے لئے معمولی تکلیف اٹھا لینا کچھ مشکل نہیں۔ یہ عارضی کام ہے۔ اس لئے یہ تو ہو نہیں سکتا کہ ان تین دنوں کے لئے نئے مکان بنوا لئے جائیں۔ اور

خیموں کا انتظام

بھی اب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس کے لئے بھی وقت نہیں رہا۔ اور یہ مشکل بھی ہے۔ بے شک دوسری کانفرنسوں میں عام طور پر خیموں کا ہی انتظام ہوتا ہے۔ لیکن وہ لوگ خیموں میں رہنے کے عادی ہوتے ہیں۔ عمدہ عمدہ غذائیں کھاتے ہیں۔ کافی گرم بستر ان کے پاس ہوتے ہیں اور نوکر چاکر خیموں کی خبر گیری کے لئے موجود رہتے ہیں۔ مگر ہمارے لئے اول تو اس انتظام کا وقت اب نہیں رہا۔ دوسرے ہمارے مہمان اس قسم کے ہوتے ہیں۔ کہ وہ خیموں میں گذارہ نہیں کر سکتے۔ انہیں ان کی نگرانی کرنی نہیں آتی۔ باوجودیکہ اپنی جماعت کو

حقہ سے باز رکھنے کے لئے

میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی تعلیم سے آگاہ کیا ہے۔ کہ آپ اسے ناپسند کرتے تھے۔ مگر سستی اور غفلت سے بعض نے اس عادت کو ابھی تک نہیں چھوڑا۔ اور زمینداروں میں تو خصوصیت سے یہ زیادہ ہے۔ اگر ایسے مہمانوں کو خیموں میں اتارا جائے۔ تو خطرناک حادثات رونما ہونے کا ڈر ہے۔ چلم میں تو عقل نہیں ہوتی۔ کہ معلوم کر سکے۔ اس سال ہم مکان میں نہیں۔ بلکہ خیموں میں رہتے ہیں۔ خیموں میں جس قسم کے لوگ رہتے ہیں۔ ان کے پاس نگرانی کے لئے نوکر ہوتے ہیں۔ پھر وہ عادی ہوتے ہیں۔ مگر ہمارے مہمانوں کے متعلق یہ انتظام نہیں چل سکتا۔ اور اس لئے ہمیں تکلیف اٹھا کر بھی

گھروں میں گنجائش

نکالنی چاہیئے۔ پس میں دوستوں کو نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے۔ کارکنوں سے تعاون کریں۔

مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ بعض نے اس لئے مکان نہیں دیئے۔ کہ ان کے پاس

مختلف جماعتوں کے دوست

آکر ٹھہریں گے۔ اور ان کے مکان ایسے مہمانوں کے لئے پہلے ہی لگے ہوئے ہیں۔ اس میں تو شک نہیں۔ کہ اسطرح انہوں نے اپنے اوپر تکلیف برداشت کرنے کی تجویز کری ہے۔ مگر یہ کافی نہیں۔ ان دنوں میں تنگی اگر صرف قادیان کے لوگوں کے لئے ہی ہوتی۔ تو کہا جا سکتا تھا۔ کہ خیر مہمانوں کو تو آرام مل رہا ہے۔ آخر گھر والے اپنے کئی قسم کے آرام مہمانوں کے لئے ترک کرتے ہیں۔ لیکن جب باقی مہمان بھی تکلیف اٹھاتے ہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ سب کے ساتھ ان دوستوں کے مہمان تکلیف نہ اٹھائیں۔ کیا یہ اچھی بات ہے۔ کہ انہیں تو گھروں میں چارپائی اور بستر وغیرہ مل جائے۔ لیکن بعض کے لئے صحن میں کھڑے ہونے کی بھی جگہ نہ ہو۔ وہ تو آرام سے چارپائی اور بستر لے کر سو رہیں۔ مگر دوسرے بھائی بیوی بچوں سمیت تمام رات باہر کھڑے رہ کر گزار دیں۔ یہ

سلسلہ کی خدمت

نہیں کہلا سکتی۔ مہمان نوازی کہلا سکتی ہے۔ اور دوست نوازی بھی بے شک ہے۔ اور یہ دونوں باتیں اچھی ہیں۔ مگر سلسلہ کی خدمت سب سے اچھی ہے۔ میں ان لوگوں کی اس بات کی تو قدر کرتا ہوں۔ کہ وہ مہمان نوازی اور دوست نوازی کرتے ہیں۔ لیکن دوستوں کے ساتھ نیکی کرنے کی نسبت وہ نیکی جو خدا کے لئے کی جائے۔ بہت زیادہ درجہ رکھتی ہے۔ ایسے لوگوں کو چاہیئے۔ کہ وہ اپنے دوستوں کو سمجھائیں۔ کہ ہم نے تو تمہارے لئے دو کمرے رکھے تھے۔ لیکن مکانات کی قلت کو دیکھکر ایک ہم نے منتظمین جلسہ کے حوالے کر دیا۔ یا ایک رکھا تھا۔ مگر جگہ کی تنگی کی وجہ سے یہ انتظام کر لیا ہے۔ کہ چادر تان کر آدھے حصہ میں آپ رہیں۔ اور آدھے حصہ سے منتظمین فائدہ اٹھالیں۔ اگر دوست اسطرح کام کریں۔ تو بہت جلد مکانات مہیا ہو سکتے ہیں۔

قادیان اب خدا کے فضل سے

کافی وسیع

ہے۔ جسطرح مہمان عام جگہوں میں ٹھہرتے ہیں۔ اسی طرح اگر گھروں میں بھی ٹھہریں۔ تو جتنے مہمان ہوتے ہیں۔ ان سے بہت زیادہ یہاں سما سکتے ہیں۔ گھروں میں چارپائیاں بچھائی جاتی ہیں۔ پھر کوئی حصہ باورچی خانہ کے لئے اور کوئی اسباب وغیرہ رکھنے کے لئے استعمال ہوتا ہے پھر چارپائیوں کے درمیان کچھ نہ کچھ فاصلہ رکھا جاتا ہے۔ لیکن اگر سب زمین پر سوئیں۔ تو چارپائیوں پر سونے سے

دس بارہ گنا زیادہ آدمی

سو سکتے ہیں۔ قادیان کی آبادی اس وقت ۵ ہزار کے قریب ہے۔ گویا اس حساب سے موجودہ مکانات میں ہی قریباً ساٹھ ہزار مہمان اتارے جا سکتے ہیں۔ پس مکانوں کی تنگی اس لحاظ سے نہیں۔ کہ مکان کم ہیں۔ بلکہ اس لحاظ سے ہے۔ کہ دوست اپنے ہاں ٹھہرنے والے مہمانوں کو یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ ذرا تنگی میں گذارہ کر لو۔ اور

خدا کے لئے کچھ اور تکلیف

برداشت کر لو۔

ہمارے گھر میں چودہری ظفر اللہ خان صاحب اترا کرتے ہیں وہ اچھے امیر آدمی ہیں۔ وہ تین ہزار روپیہ ماہوار آمدنی رکھتے ہیں۔ مگر ان کے خاندان کے دس بارہ آدمی ایک ہی چھوٹی سی کوٹھری میں گزارہ کر لیتے ہیں۔ ان کے والد

چودہری نصر اللہ خان صاحب

کی ایک بات مجھے ہمیشہ پیاری معلوم ہوتی ہے۔ حضرت خلیفہ اول کی زندگی کے آخری سال میں جلسہ میں مہمان نوازی کا افسر تھا۔ چودہری صاحب آسودہ حال آدمی تھے۔ اور عمر بھی ان کی زیادہ تھی۔ میں نے ان کے لئے علیحدہ مکان کی کوشش کی۔ مگر انہوں نے کہا۔ میں سب کے ساتھ ہی رہوں گا۔ مگر اس طرح وہ بیمار ہو گئے۔ اگلے سال یعنی میرے ایام خلافت میں چودہری ظفر اللہ خان صاحب نے ان سے کہا۔ کہ پچھلے سال آپ کو تکلیف ہو گئی تھی۔ اب کے علیحدہ ٹھہرنے کا انتظام کیا جائیگا۔ مگر انہوں نے جواب دیا۔ آگے ہی پلاؤ کھانے والے اور اپنے لئے خاص آرام چاہنے والے الگ ہو گئے ہیں۔ میں تو سب کے ساتھ ہی رہونگا۔ ان کی مراد اس سے یہ تھی۔ کہ خواجہ صاحب وغیرہ یہاں آتے۔ تو ہمیشہ کھانے پینے کا خاص انتظام کرایا کرتے تھے۔ اور کبھی نہ ہو سکے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو ہی کہلا بھیجتے تھے۔

اب شاید جلسہ سے قبل یہ آخری اخبار ہوگا۔ جس میں یہ خطبہ چھپ سکیگا۔ اور معلوم نہیں لوگوں کو بروقت پہنچ سکے۔ یا نہیں۔ لیکن میں ایک بات کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ ہر سال جماعت کے دوستوں کی کوشش ہوتی ہے۔ کہ

زیادہ سے زیادہ لوگ

جلسہ پر آئیں۔ اور جب جماعت ہر سال بڑھتی رہتی ہے۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ زیادہ نہ آئیں۔ جو پہلے آتے ہیں وہ بھی۔ اور جو نئے داخل ہوتے ہیں۔ وہ بھی آتے ہیں۔ اور اس طرح ہر سال تعداد بڑھتی رہتی ہے۔ غیر احمدی اس کے علاوہ ہوتے ہیں۔ آٹھ نو سو یا ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ غیر احمدی آتے ہیں۔ اور ان میں سے

بیعت کرنے والوں کی تعداد

چھ اور آٹھ سو کے درمیان ہوتی ہے۔ ان میں بے شک ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جو پہلے ہی بیعت کے لئے تیار ہو کر آتے ہیں۔ مگر ایک خاصی تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہوتی ہے۔ جو یہاں آ کر احمدیت مائل ہوتے ہیں پس ہمارے دوستوں کو چاہئیے۔ ایسے لوگوں کو ضرور ساتھ لائیں۔ تا ہر سال ہمارا قدم آگے بڑھنے والا ہو۔

سالانہ جلسہ بہت بڑا اجتماع ہوتا ہے۔ اور یہ دن بیماری کے ہیں۔ انفلوائنزا بہت پھیلا ہوا ہے۔ خشک سردی پڑ رہی ہے۔ بارش ہوئی نہیں۔ اور جانوروں میں بیماری تو وبائی صورت اختیار کر چکی ہے اور گورنمنٹ اس کے لئے خاص طور پر فکرمند ہے۔ پھر یہ بھی گھبراہٹ ہے کہ اگر جلسہ سے پہلے بارش نہ ہو۔ تو دسمبر کے آخر میں ہوا کرتی ہے۔ اس لئے میں

دعا

کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ کارکنوں کو بھی بیماریوں اور وباؤں سے محفوظ رکھے اور آنیوالوں کو بھی اپنی حفاظت میں لائے۔ یہاں رکھے اور واپس پہنچائے اور جس مقصد کو وہ لے کر آتے ہیں۔ اور جسے مدنظر رکھ کر ہم ان کا استقبال کرتے ہیں۔ وہ اسے حاصل کر سکیں۔ اور ہم میں سے ہر ایک ہر لحظہ ایمان میں پہلے سے ترقی حاصل کرنے والا ہو۔

خلیفہ کا انتخاب

جناب خانصاحب منشی برکت علی خان صاحب امیر جماعت احمدیہ شملہ نے گذشتہ اتوار کو ہماری ہفتہ واری میٹنگ میں مندرجہ بالا عنوان پر تقریر کرتے ہوئے بیان فرمایا۔ یہ خیال کہ چونکہ خلیفہ کا انتخاب لوگوں کے ہاتھوں سے ہوتا ہے۔ اسلئے وہ خدا کا بنایا ہوا خلیفہ نہیں ہو سکتا۔ نہایت غلط اور گمراہ کن خیال ہے۔ حضرت خلیفہ اولؓ کے وقت میں جب بعض لوگوں نے ایسے خیالات کا اظہار کیا۔ کہ ہمارا بنایا ہوا خلیفہ ہے۔ تو آپنے نہایت زور سے فرمایا۔ میں کسی انجمن کا بنایا ہوا خلیفہ نہیں۔ میں ایسا ہی خلیفہ ہوں۔ جیسا حضرت آدم اور حضرت داؤد علیہما السلام تھے۔ اور جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ خلیفہ تھے۔

اب غور طلب بات یہ ہے۔ کہ حضرت آدم اور حضرت داؤد تو خدا تعالیٰ کے نبی تھے۔ اسلئے وہ تو خدا تعالیٰ کے حکم سے اس مقام پر کھڑے کئے گئے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ تو نبی نہ تھے۔ پھر حضرت خلیفہ اول کا یہ قول کہ میں ایسا ہی خلیفہ ہوں۔ جیسا حضرت آدم اور حضرت داؤد تھے اور جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ تھے۔ کیا معنی رکھتا ہے؟ اصل بات یہ ہے۔ کہ حضرت آدم اور حضرت داؤد تو خدا تعالیٰ کے نبی تھے۔ اس لئے ان پر خدا کا فرشتہ اترا۔ اور وہ اس مقام پر کھڑے کئے گئے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ کے وقت وہی فرشتہ ایک پاک جماعت کے دلوں سے ہو کر بولا اور وہ اس مقام پر کھڑے کئے گئے تفصیل اسکی یہ ہے۔ کہ قرآن شریف میں وارد ہے۔ مومنوں پر شیطان کا غلبہ نہیں ہوتا۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطن۔ اور دوسری جگہ آتا ہے ان الذین قالوا ربنا اللہ ثم استقاموا تتنزل علیہم الملٰئکۃ۔ یعنی وہ لوگ جو کہتے ہیں ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر استقامت اختیار کرتے ہیں ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں اسی طرح اور بہت سی آیات سے ثابت ہے۔ کہ ایک داعی الی الخیر ہے اور دوسرا داعی الی الشر۔ اور یہ ظاہر ہے کہ دنیا میں نیک اور بد دونوں تحریکیں اپنا کام کر رہی ہیں مخلوق کی تحریک بغیر محرک کے نہیں ہو سکتی۔ اس لئے قرآن مجید نے بتایا ہے کہ داعی الی الخیر ملائکہ ہیں۔ اور داعی الی الشر شیطان ہے۔ لیکن جب انسان اپنے دل کو کلی طور پر صاف کر لیتا ہے۔ اور اپنے شیطان کو زیر کر کے مسلمان بنا لیتا ہے۔ تو پھر اس پر شیطان کا کوئی غلبہ نہیں رہتا ایسے انسان کے دل سے شیطان نکل جاتا ہے۔ اس کا دل بمنزلہ عرش الٰہی کے ہوتا ہے۔ جس پر خداوند تعالیٰ اپنی تجلیات کے ساتھ جلوہ فرماتا ہے۔

اب ہم جب کہ حضرت ابوبکرؓ کو منتخب کرنیوالی پاک جماعت کو دیکھتے ہیں۔ تو قرآن شریف اس کے حق میں فرماتا ہے۔ کہ وہ پاک جماعت وہ تھی۔ کہ خدا ان سے راضی ہو گیا۔ اور وہ خدا سے راضی ہو گئے۔ اس لئے بلاشبہ ان کے دل دنیا کی ملونی سے خالی تھے۔ ان پر شیطان کا تسلط نہیں رہا۔ ان کے دل خدا کا تخت گاہ ہو گئے۔ اور ان پر فرشتوں کا نزول ہوا۔ ان کی تحریکیں عین منشاء الٰہی تھیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میرے بعد جس معاملہ میں میرا قول و فعل ثابت نہ ہو۔ تو صحابہؓ کی پیروی کرو۔ یعنی جس عقیدہ اور طریق پر کثرت سے صحابہ قائم ہوں۔ وہی خدا کی طرف سے سمجھو۔ ایسی پاک جماعت نے جب حضرت ابوبکرؓ کو خلیفہ تسلیم کر لیا۔ تو ماننا پڑا۔ کہ یہ تحریک ان کے دلوں میں ملائکہ کی طرف سے ہی تھی۔ کیونکہ میں اوپر ثابت کر چکا ہوں۔ کہ وہ پاک جماعت شیطان کے تسلط سے نکل چکی تھی۔ اس لئے یقیناً رحمان کے سایہ میں تھی۔ اور چونکہ فرشتوں کی تحریک عین منشائے الٰہی ہوتی ہے (کیونکہ ملائکہ تو بموجب آیت یفعلون ما یؤمرون۔ وہی کرتے ہیں۔ جو ان کو حکم دیا جاتا ہے۔) اس واسطے ماننا پڑا۔ کہ حضرت ابوبکر کی خلافت خدا کی طرف سے تھی۔ یہی وجہ ہے۔ صرف خلفائے راشدین کو خدا کیطرف سے خلیفہ سمجھا گیا۔ کیونکہ خلفائے راشدین کو منتخب کرنیوالی جماعت میں کثرت صحابہ کی تھی۔

ایک عجیب بات یہ ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تیس سال تک خلافت ہو گی۔ اس کے بعد بادشاہت ہو جائیگی۔ سو جب ہم غور کرتے ہیں۔ تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ صرف خلفائے راشدین کے انتخاب میں کثرت صحابہ کی تھی۔ لیکن جوں جوں صحابہ کم ہوتے گئے۔ اس طرح ان کی کثرت رائے کی اہمیت کم

ہوتی گئی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت علیؓ کے بعد پھر کسی کو وہ درجہ نصیب نہ ہوا۔ جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چار خلفاء کو ملا۔ کیونکہ حضرت علیؓ کے زمانہ کے بعد وہ پاک جماعت صحابہ کی باقی نہ رہی جسکی کثرت پر خلفائے راشدین کا انتخاب ہوا تھا۔

اب ہم اپنے سلسلہ کی طرف توجہ کرتے ہیں۔ تو ہمیں کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ کہ جس طرح آیت آخرین منھم لما یلحقو بھم کے ماتحت احمدؑ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے مناسبت ہے۔ اسی طرح احمدؑ کے خلفاء کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلفاء سے مناسبت نہ ہو۔ پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ جسطرح خلفائے راشدین کے انتخاب میں کثرت صحابہ کی تھی۔ اسی طرح یہاں بھی حضرت خلیفہ اولؓ اور حضرت خلیفہ ثانی کا انتخاب کرنے والی جماعت میں کثرت مثیل صحابہ کی تھی۔ سو اگر اس دلیل سے خلفائے راشدین کی خلافت خدا کی طرف سے ثابت ہو سکتی ہے۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ اسی دلیل سے حضرت خلیفہ اولؓ اور حضرت خلیفہ ثانی کی خلافت خدا تعالےٰ کی طرف سے ثابت نہ ہو۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ ایک مامور من اللہ کے بعد صحابہ کا اجماع ضلالت پر ہو۔ اگر ایسا ہو سکتا ہے تو یقیناً اس مامور کی ماموریت باطل ہو جاتی ہے۔ پس اگر یہ اصل صحیح ہے۔ اور یقیناً صحیح ہے۔ تو ماننا پڑے گا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت کے معاملہ میں جس امر پر صحابہ کا اجماع ہوا۔ وہی حق ہے۔ اگر کسی کا یہ خیال ہے۔ کہ اُن کا اجماع گمراہی پر ہو گیا۔ یا انہوں نے نعوذ باللہ چالاکی اور منصوبہ بازی سے خلافت قائم کر لی۔ تو اس کے یہ معنے ہونگے۔ کہ اللہ تعالےٰ اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہوا۔ یعنے مامور جو لوگوں کی درستیٔ ایمان اور تزکیۂ نفس کے لئے مبعوث ہوا تھا۔ اس سے وہ کام سرانجام نہ ہوا۔ بلکہ برعکس اس کے اُس کے ہم نشین جو شب و روز اس کی تعلیم و تربیت کے نیچے تھے۔ اُن کے دلوں پر بجائے جبرائیل کے شیطان کا غلبہ رہا۔ یا یہ کہ یہ سلسلہ روحانی نہیں۔ نعوذ باللہ۔ پس اسے بھائیو صحابہ کی کثرت جسے خلیفہ منتخب کر چکی۔ یقیناً یقیناً وہ خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہے۔ اس لئے ملائکہ بنکر اس کی اطاعت کرو۔ اگر کوئی ابلیس کی طرح بغاوت کریگا۔ تو اپنا ہی نقصان کریگا۔ اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا۔

خاکسار عبد الحمید سکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ (دہلی)

جناب قاضی سید امیر حسین صاحب مرحوم کی وصیت

جناب قاضی صاحب مرحوم نے اپنی وفات سے قبل اپنی متروکہ جائیداد کے متعلق حسب ذیل وصیت لکھی۔ جو ناظر صاحب امور عامہ شائع کرا رہے ہیں۔

اراضی تین کنال ۷ مرلہ جو محلہ دارالبرکات قادیان میں میری مملوکہ مقبوضہ ہے۔ اور جس کا نمبر خسرہ ۱۳۶۷ ہے۔ وہ میں نے اپنی بیوی مسماۃ جنت بی بی کو بعوض حق مہر کے جو چار صد روپیہ تھا اور نیز بعوض مبلغ قریباً یک صد روپیہ جو میں نے اپنی بیوی سے اس زمین کے حقوق دخیل کاری خریدنے کے لئے قرض لیا تھا اور بعد میں اپنے پاس سے روپیہ خرچ کر کے اس نمبر کے حقوق ملکیت حاصل کئے دیدی ہوئی ہے۔ اب اس اراضی سے میرے دیگر ورثاء کا کوئی سروکار نہیں ہوگا۔ یہ اراضی میں نے عرصہ ہوا۔ اپنی بیوی مذکور کو دیدی تھی۔ جس وقت کہ اس کی قیمت اس کی حیثیت کے لحاظ سے کم و بیش پانچ صد روپیہ ہی تھی۔

اس اراضی کو الگ رکھ کر میری جائیداد اسوقت حسب ذیل ہے

(۱) مکان رہائشی خام و پختہ واقعہ وارڈ نمبر ۹ قادیان تحصیل بٹالہ معہ دوکانات ملحقہ (۲) اراضی نمبر خسرہ ۱۳۶۷ واقعہ محلہ دارالبرکات قادیان رقبہ ۵ کنال ۷ مرلہ جس میں سے ایک کنال اپنی لڑکی بشریٰ کو جہیز کے لئے دی ہوئی ہے۔ یہ ایک کنال اس اراضی میں سے شمالاً جنوباً کاٹی جاویگی۔ یہ اراضی بشریٰ کے ورثہ میں مجرا ہوگی۔ (۳) اس کے علاوہ اندازاً چار گھماؤں موضع بھینی بانگر میں بیع لی ہوئی ہے۔ اور کچھ اراضی رہن لی ہوئی ہے۔ (۴) اندازاً بارہ مرلہ اراضی بوڈھاب میں بھرتی ڈالکر بنائی ہوئی ہے۔ واقعہ جانب شرق وارڈ ی بھاگو شاہ قادیان (۵) ایک مکان پختہ واقع بھیرہ ضلع سرگودہا۔ (۶) عبد الحق ولد خیرا و رکھی بیوہ خیرا قوم بافندہ ساکن قادیان کا مکان مبلغ پچاس میں رہن لیا ہوا ہے۔ اور ایک روپیہ ماہوار کرایہ آتا ہے۔ (۷) بھیرہ میں اپنے بھائی احمد شاہ سے مبلغ یکصد روپیہ اور دوسرے بھائی غلام مرتضیٰ شاہ سے مبلغ پچاس روپے قرض لینا ہے۔ جو ان کو دیا ہوا ہے (۸) اس وقت میرے پاس کوئی نقد روپیہ یا جائداد مسورہ نہیں ہے۔ سوائے گھر کے استعمال کے برتنوں کے۔ یہ برتن خارج از ترکہ سمجھے جاکر بیوی بچوں کے استعمال میں رہینگے (۹) اراضی ۱۳۶۹ خسرہ ۳ کنال ۱ مرلہ واقعہ قادیان مولوی عمر الدین صاحب ساکن صریح کے پاس فروخت کی جا چکی ہے۔ اور قیمت اسکی وصول ہو چکی ہے۔ (۱۰) اراضی خسرہ نمبر ۱۶۳۲ چار کنال ۲ مرلہ و نمبر ۱۶۳۱ چار کنال ۱۲ مرلہ واقعہ قادیان دراصل پیر محمد ایسف ساکن قادیان کی ہے۔ میرا اس سے کوئی سروکار نہیں۔ (۱۱) اراضی $\frac{2385}{1237}$ رقبہ ۱۲ مرلہ واقعہ قادیان بھی فروخت ہو چکی ہے (۱۲) دو عدد زیور مکلا و چام کلی میرے گھر میں ہیں۔ وہ میرے لڑکے نذیر احمد کو دئے جائیں اور ترکے کے علاوہ شمار ہونے چاہئیں۔ کیونکہ یہ اسی کے لئے رکھے ہوئے ہیں (۱۳) میرے ورثاء اس وقت حسب ذیل ہیں۔ نذیر احمد شاہ پسر۔ زینب بی بی لڑکی۔ بشریٰ بیگم لڑکی۔ بشیر احمد پسر۔ سعید احمد پسر۔ مسماۃ جنت بی بی زوجہ ان میں سے میں اپنی لڑکی زینب بی بی کو محروم قرار دیتا ہوں۔ میرے ترکہ میں سے کچھ حصہ نہ دیا جائے۔ باقی ورثاء کو الاٰت بموجب تعلیم شریعت اسلامی ترکہ میں سے حصہ تقسیم ہو۔ محررہ غلام حسین لائبریرین نظارت تالیف و تصنیف قادیان۔ مورخہ ۱۶ جولائی ۱۹۳۰ء العبد۔ نشان انگوٹھا قاضی امیر حسین صاحب موصی۔ گواہ شد دستخط سید غلام غوث صاحب نقشہ نویس قادیان۔ گواہ شد۔ دستخط نذیر احمد شاہ پسر

حضرت مولوی سید علی صاحب نصاری کی وفات

میرے والد ماجد حضرت مولانا حافظ سید علی میاں صاحب احمدی جو اپنے تبحر علم و وسعت نظر اور بالخصوص محیر العقول قوت حافظہ کے لحاظ سے ایک نمونۂ قدرت الٰہی تھے۔ بعارضہ ورم جگر قریباً اسی سال کی عمر میں فوت ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت اقدس سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی اور ان پرانے خدام میں سے تھے۔ جن کو ۱۸۹۳ء سے پہلے شرف قبول حاصل ہوا۔ جبکہ مخالفت کا طوفان پورے جوش پر تھا۔ آپ کی وفات سے چند ہی روز بعد میں خود علیل ہو گیا۔ نمونیہ کے دو شدید حملے پے در پے ایسے سخت و خطرناک رنگ میں ہوئے۔ کہ امید زیست باقی نہ رہی۔ گو اب میں بفضلہ تعالےٰ مرض سے تو نجات پا چکا ہوں۔ اور اس پر دن بھی گذر رہے ہیں۔ تاہم اتنا نحیف و ضعیف ہو گیا ہوں۔ کہ ضروریات کے لئے بھی بمشکل ہی اٹھتا ہوں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ احباب کی فرمائشوں کو جو نظم و نثر کے متعلق ہیں پورا نہیں کر سکا۔ اور نہ اُن کی تحریروں کے جواب دے سکا ہوں۔

میرے والد ماجد کی خبر وفات اور پھر میری خبر علالت پر جس کثرت سے مجھے خطوط پہنچے ہیں۔ وہ زبردست ثبوت ہے اس یگانگت و اخوت کا جو سیدنا حضرت جری اللہ علیہ السلام نے نزول فرما کر ہم میں پیدا کی ہے۔ ہندوستان کا کوئی گوشہ ایسا نہیں۔ جس سے میرے ساتھ اظہار ہمدردی نہ کیا گیا ہو اور یہ اس حالت میں ہے جبکہ حضرت والد ماجد کی وفات کا علم صرف انہیں حضرات کو ہو سکا ہے۔ جو الفضل کا لفظ لفظ پڑھ لینے کے شائق ہیں۔ کیونکہ میری طرف سے تو کوئی اعلان نہیں ہوا۔ اور عزیزی مولوی سید محمد ہاشم میاں سلمہ کی طرف سے جو اطلاع شائع ہوئی۔ وہ کسی نمایاں جگہ پر نہیں تھی اس لئے عام اطلاع نہیں ہو سکی۔ اور مجھے عام اطلاع نہ ہونے کا علم اس لئے ہوا ہے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ سے جن حضرات نے میری علالت معلوم کر کے مجھے خطوط لکھے ہیں۔ ان میں سے بعض نے حضرت والد مرحوم کو سلام لکھا۔ اور اشتیاق ملاقات ظاہر فرمایا ہے۔

میں یہ سطور لکھ رہا تھا۔ کہ حبی فی اللہ مولانا خواجہ جلال الدین شمس نور اللہ تعالےٰ وجہٗ کا محبت نامہ پہونچا۔ جس کا لفظ لفظ میری روح کے لئے موجب تسکین و تسلی ہوا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء

عزیز مکرم شیخ محمود احمد صاحب عرفانی اور برادر محترم مولوی محمد نواز صاحب نے بھی مصر سے یاد فرما کر اپنی ہمدردی سے مجھے راحت پہونچائی ہے۔ اور میری دلی دعائیں لی ہیں۔

میں ان سب صاحبوں کا جنہوں نے میرے والد ماجد کے انتقال پر اظہار ہمدردی فرمایا۔ اور میری علالت پر عیادت کے خطوط لکھے۔ نہ دل سے ممنون ہوں خاص کر ان مکرموں کا تو بہت ہی شکر گذار ہوں جنہوں نے بغیر میری کسی درخواست کے میرے والد مرحوم کی نماز جنازہ پڑھنے کی اطلاع دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو۔

کپاس اور چاول کے مالیہ میں تخفیف

حکومت پنجاب کا اعلان

حکومت پنجاب نے ان حالات کا بغور و احتیاط مطالعہ کیا ہے۔ جو اضلاع پنجاب میں موجودہ فصل خریف کی زراعتی پیداوار کے نرخ گر جانے سے ظہور میں آئے ہیں۔ لہٰذا علاوہ ان دوسری تدابیر کے جو پیداوار کے نرخ کو تیز کرنے کے لئے زیر بحث ہیں۔ اس مسئلہ پر بھی غور کیا گیا ہے۔ کہ سرکاری مطالبات متعلقہ اراضی کی شرح کی تخفیف سے مالکان و کاشتکاران اراضی کی خاص امداد کی جائے۔ کپاس اور چاول کے متعلق صورت حالات خاص طور پر غیر اطمینان بخش ہے۔ کیونکہ ان اجناس کے نرخ نمایاں طور پر گر گئے ہیں۔ جن اضلاع سے کپاس اور چاول عام حالات میں بمقدار کثیر برآمد کئے جاتے ہیں۔ اور جن رقبجات زیر فصلہائے مذکورہ میں مختلف وجوہ کی بناء پر دوسرے اضلاع و رقبجات کے مقابلہ میں شرح مالیہ زیادہ ہے۔ وہاں کے حالات خصوصیت سے غور طلب ہیں۔ کافی غور و خوض کے بعد حکومت پنجاب اس نتیجہ پر پہنچی ہے۔ کہ پنجاب کے متعدد اضلاع میں جن کی تشخیص کو کئی سال کی مدت گزر چکی ہے۔ اور جہاں بندوبست کے وقت اجناس کی جو قیمتیں بالمقطع مقرر کی گئی تھیں ہوا اور بیشتر حالتوں میں نصف اصل پیداوار کی نسبت فیصدی کے کم ہونے کے باعث ان قیمتوں کا صرف ایک حصہ شرح ہائے محال (اسرکل ریٹ) کے مقرر کرنے کے لئے مدنظر رکھا گیا ہے۔ وہ قیمتیں اس قدر کم تھیں۔ کہ اگر موجودہ کم نرخ کو بھی ملحوظ رکھا جائے تو اس صورت میں بھی مطالبہ اراضی بدستور ہلکا ہی ہے ؎

دوسرے اضلاع کی حالت

لیکن ان اضلاع کی حالت قدرے مختلف ہے جنکی تشخیص بندوبست کو نسبتاً زیادہ عرصہ نہیں گزرا۔ اور جہاں بالمقطع نرخ گراں شرحوں پر مبنی کیے گئے۔ اور ان کی بناء پر مالیہ زمین کی کسی قدر زیادہ مکمل شرحیں عائد کی گئی تھیں۔ ان میں سے بعض اضلاع میں مالیہ زمین کا مطالبہ اور شرح قابضان مل کر ایک ایکڑ کے لحاظ سے کافی شرح کے برابر ہو جاتے ہیں۔ اور اگرچہ اصولی طور پر اور معاملہ زمین کے سابقہ رواج کے مطابق ایسے رقبہ جات اس بات کے حقدار نہیں کہ انہیں کسی حصہ شرح مطالبہ کی معافی کے ذریعہ امداد دی جائے۔ تاہم موجودہ حالات اور فصل ربیع کے نرخ گر جانے کے باعث لگان ادا کرنے والوں کو مطالبہ اراضی کی ادائیگی میں فی الواقع کسی قدر دقت پیش آئے گی۔ ان غیر معمولی حالات میں بطور امر خاص اور صرف موجودہ فصل خریف کے لئے حکومت پنجاب نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ ان علاقوں کے رقبہ جات زیر کاشت (چاول کپاس) کو امداد دی جائے۔ جہاں مالیہ زمین کا مطالبہ اور شرح آبیانہ مل کر کپاس کی صورت ۷ روپیہ فی ایکڑ سے اور چاول کی صورت میں آٹھ روپے آٹھ آنے فی ایکڑ سے زیادہ ہو۔ کم و بیش حد تک پندرہ اضلاع پر اس فیصلہ کا اثر پڑتا ہے۔ یعنی حصار، رہتک، فیروزپور، لاہور، امرتسر، گورداسپور، سیالکوٹ، گوجرانوالہ، شیخوپورہ، گجرات، شاہپور، منٹگمری، لائل پور، جھنگ اور ملتان۔

امداد کا طریق

امداد کا جو طریق استعمال کیا جائیگا۔ وہ یہ ہے۔ کہ کپاس اور چاول کے لئے معاملہ زمین کے مطالبے اور شرح قابضان کی فی ایکڑ میزان لگا کر جہاں یہ مطالبہ کپاس کی صورت میں ۷ روپیہ فی ایکڑ سے زیادہ اور چاول کی صورت میں آٹھ روپے آٹھ آنے فی ایکڑ سے زیادہ ہو۔ وہاں معاملہ زمین اور شرح قابضان دونوں کو پچیس فیصدی کم کر دیا جائے۔ لیکن کسی ایسی صورت میں تخفیف نہیں کی جائیگی۔ جس کی رو سے مشترکہ مطالبہ کپاس کی صورت ۷ روپیہ اور چاول کی صورت میں آٹھ روپے آٹھ آنے سے کم ہو جائے اس فیصلہ کی عملی تشریح کی مثال یوں دی جا سکتی ہے۔ کہ مثلاً جہاں کپاس کے متعلق مشترکہ مطالبہ ۸ روپیہ بارہ آنے ہو۔ وہاں صرف ایک روپیہ بارہ آنے کی تخفیف کی جائیگی۔ کیونکہ پچیس فیصدی سے کم ہے۔ لیکن پورا پچیس فیصدی نہیں۔ کیونکہ پچیس فیصدی کی تخفیف سے تو ترمیم شدہ مطالبہ ۷ روپیہ سے کم ہو جائیگا لیکن جہاں مشترکہ مطالبہ مثال کے طور پر گیارہ روپے چار آنے فی ایکڑ ہو وہاں پورے پچیس فیصدی یعنی دو روپیہ ۱۲ آنے کی تخفیف کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اس رقم کو منہا کرنے کے بعد بھی مشترکہ مطالبہ ۷ روپیہ فی ایکڑ سے کم نہیں ہوگا۔

حکومت پنجاب کا یہ فیصلہ اس کی مالی پریشانیوں میں کثیر اضافہ کا موجب ہوگا۔ کیونکہ اس فیصلے سے پہلے ہی اس کے ذرائع آمدنی قریباً ۱۷ لاکھ کا تخمینی خسارہ ظاہر کرتے ہیں۔ تاہم مندرجہ بالا وجوہ کی بناء پر اور اس معاملہ کی خاص نوعیتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت مذکور نے فیصلہ کر لیا ہے کہ ان معافیوں کو عملی صورت دی جائے۔

(خان بہادر نواب) مظفر خاں
ڈائرکٹر انفارمیشن بیورو پنجاب

حصہ وصیت کی زندگی میں ادائگی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام زمیندار اصحاب کے متعلق تحریر فرماتے ہیں :-

"پنجاب میں جو مالکان اراضی ہیں اور انکی راہ میں وصیت کرنے میں کوئی دقتیں ہیں تو ان کے لئے مناسب ہے۔ کہ وہ جس قدر جائداد کو وصیت کرنا چاہتے ہیں۔ اسے بجائے وصیت کے اپنی زندگی میں ہبہ کر دیں اور ہبہ نامہ پر اپنے ورثاء کو بازگشت کے اگر کوئی ہو دستخط کرائیں۔ جن سے ایسے ورثا کی رضامندی پائی جائے۔ اور ہبہ نامہ کی رجسٹری ضروری ہے اور جائداد موہوبہ کا داخل خارج مجلس معتمدین صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام کرائیں لیکن ایسی صورت میں انہیں نئی پیدا کردہ جائداد کے متعلق الباقی وصیت کرنا ہوگا" :-

اس ارشاد کی تعمیل میں جناب چوہدری محمد حسین صاحب انسپکٹر وصایا ضلع سیالکوٹ لکھتے ہیں۔ کہ چوہدری فضل الدین صاحب موصی نے اپنی جائداد کا ۱/۱۰ حصہ ۱۱ کنال ۱۳ مرلہ نمبر خسرہ ۲۵۲ موضع رائے پور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ بذریعہ انتقال ۵۹۲ صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہبہ کرا دیا ہے :-

میں چوہدری فضل الدین صاحب موصی کے اس جوش و اخلاص پر اور چوہدری محمد حسین صاحب انسپکٹر سیالکوٹ کی سعی پر مبارکباد عرض کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ دوسرے زمیندار احباب کو بھی اپنی زندگی میں حصہ وصیت ہبہ کرا دینے کی توفیق ملے

سیکرٹری مجلس کارپرداز مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی۔ قادیان دارالامان

اخبار جاسوس

الہ آباد سے ایک پندرہ روزہ اسلامی اخبار جاسوس کے نام سے شائع ہونا شروع ہوا۔ جس کی ظاہری شکل بہت شاندار ہے۔ مضامین مسلمانوں کے خاص مفاد اور حقوق کی حفاظت کے متعلق لکھے جاتے ہیں۔ قیمت سالانہ صرف تین روپے صوبہ متحدہ کے مسلمانوں کو اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے :-

جماعت احمدیہ محبوب نگر کا دوسرا سالانہ جلسہ

۲۷ نومبر ۱۹۳۰ء جلسہ سالانہ بصدارت مولانا ابوالحمید صاحب آزاد امیر جماعت احمدیہ حیدرآباد منایا گیا۔ ہندو مسلمانوں کے علاوہ تقریباً جملہ مقامی عہدہ دار شریک جلسہ ہوئے۔ عالی جناب مولوی محمد رحمۃ اللہ شریف اول تعلقدار ضلع۔ جناب مولوی سر اسد اللہ صاحب صدیقی سشن جج نے باوجود مصروفیت و کثرت کار کے شرکت فرما کر ہمارے جلسہ کی رونق کو دوبالا فرمایا۔ اس دفعہ گو مخالفوں نے سر توڑ کوشش کی۔ کہ پبلک حاضر جلسہ نہ ہو۔ اور اس بارے میں انہوں نے ایک اشتہار بھی شائع کیا۔ پھر بھی سنجیدہ اور وسیع الخیال علم دوست حضرات جوق در جوق آتے رہے

حضرت مولوی ابوالحمید صاحب نے کاروائی جلسہ کا آغاز فرماتے ہوئے ایک برجستہ مختصر تقریر کے ذریعہ عقائد احمدیہ حاضرین کے گوش گزار کئے۔ اور پبلک سے اپیل کی کہ لیکچروں کو ٹھنڈے دل سے سن کر غور کریں۔ اس کے بعد چند نومسلم بچوں کی جماعت نے حمد باری۔ قومی گیت۔ بعض ارکان نماز نہایت دلآویز پیرایہ میں سنائے۔ اور حاضرین سے خراج تحسین حاصل کیا۔ اس کے بعد جماعت کے طلباء نے قرآن اور نظمیں سنا کر حاضرین کو محظوظ کیا۔

تقریر مولوی سید بشارت احمد صاحب

ختم نبوت کے عنوان پر مولوی سید بشارت احمد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ حیدرآباد نے تقریر فرمائی۔ ایک مختصر تمہید کے بعد نبوت کو انعام الٰہی ثابت کرتے ہوئے توجہ دلائی۔ کہ انسانی ضروریات کے دو سلسلوں میں سے جن میں کا ایک جسمانی ہے۔ اور دوسرا روحانی کوئی بھی ایسا نہیں ہے۔ جو اپنا تسلسل نہ رکھتا ہو۔ ختم نبوت کے ہم منکر نہیں ہیں۔ بلکہ شائد سارے اسلامی فرقوں سے ہمارا زور ختم نبوت کے کے ماننے پر زیادہ صرف ہوتا ہے۔ چنانچہ ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بیعت کے وقت ہم سے اقرار لیتے ہیں۔ کہ ہم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین مانیں گے۔ غرض آپ نے ختم نبوت کے مسئلہ کو نہایت وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔

مولوی بہاؤالدین صاحب کی تقریر

اس کے بعد علامہ مولوی بہاؤالدین صاحب کی ولولہ انگیز تقریر صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر ہوئی۔ آیت ان فی خلق السمٰوات تلاوت فرما کر اس کی لطیف تفسیر کی۔ اور تغیرات ارضی و فلکی کو بیان فرما کر دیگر زمانہ نبوی مصطفوی کے منکرین کے مطالبات سناتے ہوئے۔ اور ان کا لچر و پوچ ہونا ظاہر کرتے ہوئے بتایا۔ کہ جب کوئی مامور آیا۔ لوگ ہوا و ہوس کا شکار ہو کر منکر ہو گئے۔ آپ نے ان تمام اعتراضات کو جو مخالفین کرتے ہیں۔ نہایت عمدگی سے رد کیا ؛

تقریر مولوی حافظ عبدالغنی صاحب

مولوی حافظ عبدالغنی صاحب وکیل ہائی کورٹ ناظر امور عامہ جماعت حیدرآباد نے۔ "مسلمانوں کو احمدیت کی ضرورت" پر لیکچر دیا۔ آپ نے سورۃ انبیاء کی چند آیات پڑھ کر جو اقترب للناس سے شروع ہوتی ہیں۔ لطیف تفسیر کی۔ اور فرمایا۔ ہم ہوتے تو کیا ہم آنحضرت کو مانتے مامور اور مصلحین خدا کی ربوبیت کی نشانی ہیں۔ دنیا پر عذاب پر عذاب آتے ہیں۔ وما کنا معذبین حتےٰ نبعث رسولا کے ماتحت رسول کی تلاش لازمی ہے۔ آپ نے نہایت وضاحت کے ساتھ اس مسئلہ کو بیان فرما کر پبلک سے اپیل کی۔ کہ ہم اس زمانہ کے پکارنے والے کی پکار پر لبیک کہیں۔ اور ایمان لائیں۔

میں جناب حافظ صاحب موصوف کا شکریہ ادا کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ آپ حیدرآباد سے اپنے کئی غیر احمدی دوستوں اور عزیزوں کو ایک اسپیشل کار میں اپنے اخراجات پر لائے

مولانا عبدالرحیم صاحب نیر کی تقریر

اس کے بعد حضرت مولانا عبدالرحیم صاحب نیر نے بذریعہ میجک لینٹرن تبلیغی حالات و تمدن اسلام ممالک یورپ و امریکہ وغیرہ بتلا کر حاضرین کو نہایت محظوظ کیا۔ آپ کی تقریر کے موقعہ پر کثرت سے مجمع رہا۔ سلامتی اعلیٰحضرت بندگان عالی کی دعا کے بعد جلسہ ختم ہوا۔ الحمد للہ علےٰ ذالک۔

خاکسار محمد عبدالرحیم جنرل سیکرٹری انجمن احمدیہ محبوب نگر ؛

اٹاوہ میں جماعت احمدیہ کا جلسہ

اٹاوہ میں جماعت اہلحدیث نے اپنے جلسہ منعقدہ ۶، ۷، ۸ دسمبر ۱۹۳۰ء میں مسئلہ حیات و ممات مسیح اور ختم نبوت پر اپنے علماء سے کچھ تقریریں کرائیں۔ ان کے جواب میں انجمن احمدیہ اٹاوہ نے بھی ایک جلسہ ۱۳ دسمبر ۱۹۳۰ء منعقد کیا۔ اور یہ بھی اعلان کیا۔ کہ جو صاحب تقریر پر رفع شکوک کے لئے سوال کرنا چاہیں۔ کر سکتے ہیں۔ اس پر جماعت اہلحدیث اٹاوہ کے نائب سیکرٹری کی جانب سے ایک تحریر بابت اجازت رفع شکوک آئی۔ جس کے جواب میں تحریری اجازت دیدی گئی اور اس میں یہ بھی تحریر کر دیا گیا۔ کہ رفع شکوک کے واسطے صرف ایک گھنٹہ رکھا جاتا ہے ؛

جماعت احمدیہ اٹاوہ کی جانب سے مولوی ظہور حسین صاحب مولوی۔ فاضل مبلغ یو۔پی نے تین مسائل پر تقریر فرمائی۔ اول مسئلہ حیات و ممات مسیح پر۔ دوم مسئلہ ختم نبوت پر۔ سوم مسئلہ صداقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر۔

بعدہ۔ جناب مولوی سید صادق حسین صاحب سیکرٹری انجمن احمدیہ اٹاوہ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم بیان فرمائی۔ نیز شرائط بیعت پڑھ کر سنائے۔ پبلک نے نہایت توجہ و خوش دلی سے ہر دو صاحبان کی تقریریں سنیں ؛

تقریریں ختم ہونے پر جماعت اہلحدیث کی جانب سے مولوی عبداللطیف صاحب نے مسئلہ معراج پر تقریر شروع کر دی۔ اور جو دلائل مولوی ظہور حسین صاحب نے تینوں مسائل کے متعلق پیش کئے تھے۔ ان کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی۔ آخر کار مسئلہ معراج وغیرہ پر ۴۵ منٹ تک تقریر کرتے رہے۔ جناب مولوی سید صادق حسین صاحب صدر جلسہ نے مولوی صاحب سے فرمایا۔ کہ آپ کا وقت ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ ۱۵ منٹ آپ نے اور زیادہ تقریر فرما لی ہے۔ لہذا اب اپنی تقریر کو ختم فرمائیے۔ اس پر مولوی صاحب جھگڑا کرنے لگے۔ پبلک نے ان کے متعلق ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ اور وہ خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ بعدہ مولوی ظہور حسین صاحب نے آدھ گھنٹہ تقریر کی ؛

الحمد للہ اٹاوہ میں جلسہ نہایت کامیاب رہا۔ مولوی ظہور حسین صاحب کے پیش کردہ دلائل پر مولوی عبداللطیف صاحب کے خاموش رہ کر دوسرے مسئلہ پر تقریر فرمانے سے غیر احمدی حاضرین جلسہ کو بہت زیادہ تشویش پیدا ہو گئی۔ حتیٰ کہ خود جماعت اہلحدیث میں کئی شخصوں کے خیالات تبدیل پائے جانے لگے ہیں۔ اللہ تعالےٰ احمدیہ جماعت کو کامیابی عطا فرمائے ؛

خاکسار سید رضا حسین۔ احمدی۔ اٹاوہ۔

بستی بزدار میں لیکچر

۱۰ دسمبر مسجد احمدیہ بستی بزدار میں مولوی عبدالغفور صاحب نے صداقت مسیح موعود علیہ السلام پر پر زور تقریر کی۔ اور حاضرین اچھا اثر لے کر گئے۔ بعد نماز عشا دوسرا لیکچر مولوی صاحب موصوف کا ہوا۔ جس میں آپ نے انبیاء کے متعلق مخالفین کے رویہ کی تشریح کی۔ چند ایک غیر احمدیوں نے معراج شریف اور حیات مسیح ناصری کے متعلق سوالات کئے۔ مولوی صاحب نے سنجیدگی سے ان سب سوالات کے جوابات دیئے ؛ میر محمد احمدی ؛

کوٹ قیصرانی میں جلسہ

۱۵ دسمبر مولوی عبدالغفور صاحب نے کوٹ قیصرانی کی مرکزی مسجد میں لیکچر دیا۔ جو دلچسپی سے سنا گیا وہی مخالف جو بات تک سننا نہ چاہتے تھے۔ بہت متاثر ہوئے۔ اور کہنے لگے دلائل بہت زبردست ہیں۔ رات کے وقت مستورات میں بھی تقریر ہوئی ؛

خاکسار محمد خان۔ مولوی فاضل